موضوعاتی درس کا ایک نمونہ بھی دیا گیا ہے (مولانا فتح محمد)۔

زندگی کیا ہے! جیلانی بی اے۔ ناشر: منشورات، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات: ۲۶۸۔ قیمت: ۱۰۰ روپے۔

میرا افسانوی ادب کا مطالعہ نہایت محدود ہے، پھر بھی جدید و قدیم طرز کے جو تھوڑے بہت افسانے نظر سے گزرے ہیں، ان کے حوالے سے یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اصابت فکر اور معیار فن ہر دو اعتبار سے چودھری غلام جیلانی مرحوم کے افسانے اپنی صنف کی صف اول میں جگہ پانے کے بجاطور پر حق دار ہیں۔

افسانے کا محدود کینوس انسانی کردار کے نفسیاتی تجزیے کا پورا پورا موقع فراہم کرتا ہے اور دیگر اصناف کے مقابلے میں یہاں ایک ادیب کی قوت مشاہدہ، بصیرت اور فکر کی پرکھ زیادہ آسان ہوتی ہے۔ یہاں تخلیق کار کرداروں کے طرز عمل سے اور اس کے اثرات و نتائج کے حوالے سے اپنے نظریے کا ابلاغ کرتا ہے۔ اب اگر تخلیق کار کا نظریہ حیات فطرت انسانی کی مطابقت میں ہو تو اس کا تخلیق کردہ کردار بھی فطری انداز پر عمل پیرا ہو سکے گا اور قاری نہایت آسانی سے اس کے پیرایہ عمل اور اس کے نتائج کو قبول کرتے ہوئے زندگی کے بارے میں وہ بصیرت حاصل کر لے گا جو افسانہ نگار اسے بخشنا چاہتا ہے۔ یہ بصیرت چونکہ زندگی کے گوناگوں مسائل کی توجیہہ میں اس کی معاونت کرنے والی ہوگی اس لیے اس مطالعے سے وہ آسودگی، ہمت اور خود اعتمادی حاصل کرے گا جو بچوں کو پہلی بوجھ لینے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔

غلام جیلانی کے افسانوں کے کردار اور افسانوی فضا، مشاہدے کی گہرائی اور جذبہ دل سوزی کے عناصر سے مل کر فطرت انسانی کی حیثیت اور تعمیری جہات کا تصور اجاگر کرتی ہے۔ میرے نزدیک جیلانی مرحوم کے افسانوں کی بنت میں جو پختگی اور آراستگی ہے وہ بھی ان کی اصابت فکر ہی کی دین ہے۔ انھیں کہانی کی پیش رفت میں کسی غیر منطقی رویے کی استعداد کی ضرورت مطلقاً پیش نہیں آتی۔ پلاٹ پر تعمیر ہونے والی عمارت کے مختلف حصے نہایت متناسب اور حسین انداز میں مکمل ہوتے چلے جاتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے فکر و فن کا ایک تاج محل تیار ہو جاتا ہے۔ جیلانی صاحب اپنے افسانوں کی ابتدا روز مرہ کے بظاہر غیر اہم واقعات سے کرتے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ منطقی انداز سے ان واقعات میں ندرت کا رنگ بھرتے اور پھر اس ندرت کی نفسیاتی توجیہ کرتے ہوئے قاری کو غیر محسوس طریقے پر زندگی کی کسی سچائی سے آشنائی عطا کر جاتے ہیں۔

"زندگی کیا ہے" کے اکثر و بیش تر افسانے ایک ہی موضوع یعنی مردوں کے جنسی ہیجان کی کارفرمائیوں سے متعلق ہیں۔ نام نہاد ترقی پسند اباحیت زدہ افسانہ نگاروں نے جنس کے حوالے سے اپنی تخلیقات میں جو گل کھلائے ہیں اور جس طرح کھل کھیلے ہیں اس کے پیش نظر دینی مزاج کے حامل ادبا نے انسانی کردار کے

اس اہم محرک جذبے سے تعرض کو اپنے لیے ممنوعہ علاقہ بنا لیا تھا۔ چنانچہ یہ خانہ خالی کلیتاً دیوؤں ہی کی آماجگاہ بن کر رہ گیا تھا۔ جیلانی مرحوم نے اس اہم موضوع سے تعرض کر کے ایک طرف فرض کفایہ ادا کیا ہے تو دوسری طرف اپنی فنی چابک دستی سے اس موضوع پر لکھنے والوں سے غالب کی زبان میں کہا ہے کہ

دیکھو اسی طرح سے کہتے ہیں سخن ور سہرا

جیلانی صاحب اپنے کرداروں کے جنسی ہیجانات کی تفصیل پیش کرتے ہوئے بالواسطہ طور پر خود قاری کو معاشرے میں پھیلے ہوئے ہیجانات کے حوالے سے اپنی تحلیل نفسی کا موقع عطا کرتے اور اسی طرح قاری کو اپنے نفس میں موجود جنسی ہیجانات کے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی حکمت سے آشنا کرتے ہیں۔ ان کے افسانے پڑھتے ہوئے مجھے ذاتی طور پر یوں محسوس ہوا جیسے کوئی ماہر فن نباض میری نبض پر ہاتھ رکھ کر مرض کی ایک ایک کیفیت بیان کر کے دوا تجویز کرنے سے قبل میرا اعتماد حاصل کر رہا ہو۔

کہتے ہیں پہنچے ہوئے لوگوں کے تصرفات بعد از وفات بھی کار فرما رہتے ہیں۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ چودھری غلام جیلانی صاحب کہاں تک پہنچے ہوئے تھے لیکن "زندگی کیا ہے؟" پڑھتے ہوئے میں نے اپنے نفس پر ان کے تصرف خیر کو واضح طور پر محسوس کیا۔

اس قیمتی مجموعہ کے مرتب برادرم سلیم منصور خالد نے اس امر پر بجا طور پر اظہار تاسف کیا ہے کہ ہمارے دور کے نقادوں نے جیلانی بی اے کے افسانوں کو درخور اعتنا نہیں گردانا۔ لیکن یہ بے اعتنائی ناقابل فہم ہرگز نہیں، اس کے واضح اسباب ہیں۔ جیلانی صاحب کی درویش منشی اور جماعت اسلامی جیسی جماعت سے وابستگی کے علاوہ افسانوں کے منصہ شہود پر آنے کے وقت کا وہ ناموافق ادبی ماحول تھا جس میں دین گریز ادیبوں کی بنیری لگ رہی تھی اور دینی فکر کے حامل تخلیق کاروں کو اس طرح پیچھے دھکیل دیا گیا تھا جس طرح فاتح آریاؤں نے ہندستان کے قدیم دراوڑوں کو جنوبی ہند میں دھکیل دیا تھا۔ بہرحال اب اس نام نہاد ترقی پسندی کے ملبے کا غبار بیٹھ جانے کے بعد جیلانی صاحب اور ان جیسے دیگر تعمیری فکر کے حامل تخلیق کاروں کی کاوشیں ادبی منظر پر لانے کی ضرورت ہے تاکہ احیاے اسلام کی لہر کو ادبی حوالے سے بھی تقویت مہیا ہو (عنایت علی خان)۔

الرشید (خصوصی اشاعت) مدیر: عبدالرشید ارشد۔ مقام اشاعت: ۲۵ لوئر مال، لاہور۔ صفحات: ۴۹۵۔ ہدیہ: ۲۰۰ روپے۔

مولانا عبدالرشید ارشد نے گذشتہ برسوں میں ماہنامہ الرشید کے بعض یادگار نمبر شائع کیے ہیں۔ زیر نظر نمبر اس سلسلے کی تازہ کڑی ہے۔ اس میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا محمد یوسف شہید